مولانا عبدالقیوم حقانی

درزیوں کے طبقہ سے تعلق رکھنے والے ارباب علم و فضل کا تذکرہ !

(علامہ سمعانی سے ایک ملاقات)

۳۰ رجون ۱۹۸۵ء۔ آج پھر حسب سابق شوق کے پروں سے اڑکر، دل کی عقیدت اور اخلاص و محبت کا نذرانہ لے کر علامہ سمعانیؒ کی بارگاہ سعادت میں رسائی حاصل کی۔ فیضِ صحبت اور گراں قدر ارشادات کی سماعت کا شرف حاصل ہوا۔ اس مرتبہ بھی حسب سابق اس بے بضاعت اور سیاہ کار کو ان سے خصوصی نیاز اور اپنی بساط کی حد تک گہرا نیاز حاصل رہا۔

از راہِ محبت و قدر افزائی پہلی ہی ملاقات میں بغیر کسی تکلف اور تصنع کے صداقت اور اخلاص کے ساتھ مجھے گوہرِ مقصود عنایت فرماتے ہوئے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف کتاب الانساب کا ورق نمبر ۲۱۴ کھول کر سامنے رکھ دیا۔ اسے حسنِ اتفاق کہیے یا علامہ سمعانیؒ کی کرامت اور ہے درحقیقت فیاضِ ازل کی عنایت کہ اس مرتبہ ورق گردانی کی صبر آزما زحمت سے بھی محفوظ رہا۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ علامہ سمعانیؒ سے ایک بار زیارت و ملاقات اور استفادہ کے بعد شاید ہی کوئی نماز ایسی ہو جس کے بعد ان کی مغفرت اور رفع درجات کی دعا نہ کی ہو۔ اور شاید ہی کوئی دعا ایسی ہو جس میں خدا کے حضور علامہ سمعانیؒ سے مزید استفادہ اور حصول فیض کی درخواست شامل نہ ہو۔

خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضل، اور بے پایاں رحمت کے قربان جائیے جس کے صدقے خدا جانے کتنے کشتگانِ یاس، بارانِ رحمت کے چھینٹوں سے زندہ ہوتے بقولِ مولانا محمد علی جوہر ؎

اک شہر آرزو یہ بھی ہونا پڑا خجل
ہل من مزید کہتی ہے رحمت دعا کے بعد

حاضر خدمت ہوتے ہی دیکھا کہ علامہ سمعانیؒ نے طبقہ خیاط (درزیوں) کے ارباب علم و فضل کی محفل

جماتے ہوتے ہیں۔ ان کی مجلس میں اس طبقہ کے مشاہیر علماء رونق افروز ہیں۔ ایک ایسا پاکیزہ منظر پیش نظر ہے جو میری معلومات کی حد تک تاریخ علم وفضل میں بس اپنی مثال آپ ہی تھا۔ خدا جزائے خیر دے علامہ سمعانی کو کہ انہوں نے کتاب الانساب کے ذریعہ مجھے اس نورانی و روحانی مجلس علم وافادہ میں حاضری کا اور ارباب علم وفضل سے فیض یاب ہونے کا موقع بخشا۔ میں نے بھی اسے غنیمت جانا کہ اپنا نامہ اعمال تو سیاہ ہے ہی، شاید ان بزرگوں کی معنوی ہمنشینی ذریعہ نجات بن جائے ؎

گرچہ از نیکاں نیم خود را بہ نیکاں بستہ ایم
در ریاضِ آفرینش رشتۂ گلدستہ ایم

ورق کی شہ سُرخی اور گفتگو کا عنوان تھا "خیاط" (درزی علماء وفضلاء) اجرت اور مزدوری پر کپڑوں کی سلائی کرنے والے کو عربی میں خیاط (درزی) کہتے ہیں۔ اسلام نے بغیر کسی نسلی لسانی اور پیشہ ورانہ امتیاز کے درزیوں کے اس طبقہ کو بھی علم نبوت کی لازوال دولت سے مالا مال کیا۔ فیاض ازل کی اس قدر بے پناہ اور بے مثال سخاوت کے صدقے درزیوں کے طبقہ اور پیشہ میں بڑے بڑے علماء عظیم فقہا اور ان گنت مفسرین اور محدثین پیدا ہوئے۔

جنہوں نے اپنی پیشہ ورانہ مہارت، تجربہ وکمال، علمی وجاہت، روحانی جلالت قدر اور عالمانہ شکوہ وجلال سے اپنے لئے نہ تو کوٹھیوں کے نرم اور گداز بستروں پر سامان استراحت فراہم کیا اور نہ نکھرے ہوئے اور نکہت بیز پھولوں کے معطر ہار پہنے اور نہ لہلہاتے ہوئے سبزہ زاروں میں تفریحی زندگی اختیار کی اور نہ انہوں نے کبھی حکومت کی چشم وابرو پر نگاہ رکھ کر اپنے اعزاز و رتبہ میں اضافہ کرنے کی کوشش کی بلکہ انہوں نے خدمت دین، اشاعت علم، درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کی راہ اختیار کی اور ساری زندگی کانٹوں کی سیج پر لیٹتے رہے۔ راتوں کو اپنی نیند حرام کرتے اور سب سے بے نیاز ہو کر ایک خدا کے حضور نیازمندی کا اظہار کرتے۔ اور اس دنیا کے دارالامتحان کے آزمائش کے ہر موڑ پر اپنے ہر بن مو کو چنگاریوں اور شعلوں کی نذر کرتے رہے۔ مگر ناشکری کا کلمہ زبان پر نہ آنے دیا۔ ہر حال میں قانع اور تحصیل واشاعت علم پر شاداں وفرحاں رہے۔

اور حقیقت بھی یہ ہے کہ درزیوں کے طبقہ سے تعلق رکھنے والے علمی وروحانی مربیوں، ارباب کمال اور صاحبان علم وفضل نے نہ صرف یہ کہ اپنے حلقۂ ارادت، مستفیدین ومتعلقین، تلامذہ اور امت کے بیشتر افراد کے ظاہری وباطنی کثافتوں کو اپنے علم ومعرفت کے آب مصفا سے دھو کر ختم کیا بلکہ انسانیت کو علم ودیانت کا صاف وشفاف لباس عطا فرمایا۔ جسم انسان کے لئے علم وفضل کے اعلیٰ قباؤں

کی سلائی کی اور ظلم و جہالت کو علم و تقویٰ کی پوشاک پہنائی ۔ علامہ سمعانی نے اسی صفحہ پہ درزیوں کی نسل اور پیشہ سے تعلق رکھنے والے ارباب علم و فضل کی ایک فہرست مرتب فرمائی ہے ۔

سرفہرست علامہ عبداللہ صالح بن راشد خیاؒط (درزی) کا تذکرہ ہے ۔ موصوف بصرہ کے رہنے والے ہیں ۔ امام مالک اور امام حسن بصری سے علوم نبوت کی تحصیل کی ۔ اور ان سے روایت بھی کرتے رہے ، بہت بڑے عالم ، صاحب علم و فضل متقی ، صاحب ورع ، پرہیزگار اور بزرگ انسان تھے ۔ خدمتِ دین اور اشاعت علم ان کا مشغلہ رہا ۔ پوری زندگی اس کے لئے وقف کر دی ۔ اپنا پیشہ ، کاروبار اور فقر و فاقہ ، غربت یا افلاس ان کے لئے خدمتِ دین اور اشاعت علم کی راہ میں کوئی مانع اور رکاوٹ نہ بن سکے ۔ آپ کے تلامذہ میں حرص بن عمارہ نیوہ زیادہ مشہور ہیں جنہیں آپ کے حلقۂ مستفیدین میں علامہ سمعانیؒ نے اولین جگہ دی ہے ۔

علامہ ابو سلیمان خیاؒط (درزی) ، حجازی اور تابعی ہیں ۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ کے شاگرد رشید ہیں نسل اور پیشہ کے لحاظ سے خیاؒط (درزی) تھے ۔ مگر فضل و کمال کے لحاظ سے قرآنی علوم کے حافظ و ماہر تھے ۔ اور علم حدیث میں بھی بلند پایہ رکھتے تھے ۔

صالح بن راشد خیاط اور ابو سلیمان خیاط دونوں اپنے اسلاف کی طرح تحصیل علم اور پھر خدمت دین و اشاعت علم کے دوران گرم و سرد حالات مصائب و آلام صبر آزما واقعات اور متنوع امتحانات سے گذرتے رہے مگر بہرحال ہیں ان کے دل اطمینان سے اپنے مطلوب یعنی تحصیل و اشاعت علم میں مشغول رہے اور سخت سے سخت حوصلہ فرسا حوادث و نوازل بھی ان کے دلوں میں علم کی جانب کوئی تفرقہ پیدا نہ کر سکے ۔ اگرچہ بعض حالات میں معاش کی ضرورت اور اہل و عیال کی پرورش کی ذمہ داریوں نے انہیں اپنے پیشہ ورانہ کام (کپڑوں کی کتر بیونت اور سلائی) میں مصروف رکھا مگر قلب ان کا اس حالت میں بھی علم کی جانب مشغول رہا ۔

ماسوا سے بے نیازی اور علم کی طرف مکمل توجہ رہی ۔ دست بکار دل بیار کا پورا مظہر تھے ان کی ساری زندگی گویا

اَلعِشْقُ نارٌ تَحرِقُ مَا سِوَی المَطلُوب — عشق ایک ایسی آگ ہے جو محبوب کے ماسوا ہر چیز کو جلا دیتی ہے

کا جلوہ تھی ۔ علامہ ابو نافع خیاؒط کا تذکرہ درزیوں کی اس فہرست میں علامہ سمعانیؒ نے تیسرے نمبر پر کیا ہے موصوف تابعین سے ہیں ۔ علوم نبوت کی تحصیل و تکمیل امام دار الہجرۃ امام مالک ، علامہ سالم خیاط ، حضرت حسن بصری اور محمد بن سیرین سے کی ۔ اور امام مالک سے روایت بھی کرتے رہے زہد و ورع ، ذوق مطالعہ ، شوق عبادت اشاعت علم اور دینی خدمات کے لحاظ سے اپنے اقران میں ممتاز اور ہمعصر علماء میں تعظیم ، قدر و منزلت اور

اور عظمت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔
علامہ عمران خیاطؒ بھی نسل اور پیشہ کے لحاظ سے درزی ہیں۔ مگر فضل و کمال اور ازلی عطا و نوال کے لحاظ سے علوم نبوت کے وارث اور مشاہیر ارباب علم و فضل سے ہیں۔ علامہ ابراہیم نخعی اور علامہ زید بن وہب جیسے یگانۂ روزگار شخصیات سے قرآن و حدیث کے علوم کی تحصیل کی۔ اس دوران ہر دو حضرات کے حلقۂ تلامذہ میں ممتاز مقام حاصل کیا۔ اور پھر مدت العمر درس و تدریس، خدمت دین اور اشاعت علم میں مصروف رہے۔ عبداللہ بن عون جیسے صاحب فضل و کمال کو آپ سے نسبت تلمذ پر فخر حاصل رہا۔ آپ کی تدریسی، تعلیمی اور تبلیغی زندگی بھی انقلابی ہے۔ آپ کے تبلیغی مساعی، مواعظ حسنہ اور تدریسی حلقے حد درجہ پر تاثیر رہے۔ آپ کی پرتاثیر گفتگو سے بگڑے ہوئے سنورے۔ کئی بدکردار باکردار بنے۔ آپ کی زندگی کی تمام کارگذاری، آپ کی زیرکی و دانائی اور علم پروری و علم دوستی کا بیّن ثبوت ہے۔
ابوالحسن علی بن محمد بن عیسیٰ خیاطؒ (درزی) مشہور عالم متقی، پرہیزگار اور بزرگ انسان تھے۔ آپ کا تعلق مصر سے ہے۔ ابن العسرار کی کنیت سے زیادہ مشہور تھے۔ علم و فضل علم دوستی اور علم پروری میں اپنے زمانہ کی آپ ہی مثال تھے۔
محمد بن میمون خیاطؒ (درزی) کو امام سفیان بن عیینہ اور امام ابوسعید جوہنی ہاشم کے موالی سے ہیں تلمذ کا شرف حاصل ہے۔ دونوں سے علم حدیث کی روایت کرتے ہیں تحصیل علم کے بعد زندگی بھر اشاعت علم اور درس و تدریس میں مصروف رہے علمی ذوق غالب رہا۔ طالبان علوم نبوت پروانہ وار آپ کے حلقۂ درس میں آتے علوم نبوت کی تحصیل کرتے۔ امام ابوالحسن ساجی اور علامہ ابن صاعد جیسے اکابر علم و فضل کو آپ سے نسبت تلمذ پر فخر ہے۔
احمد بن موسیٰ بن ابی عمران خیاطؒ (درزی) بڑے عالم، کامیاب معلم اور وعظ و تدریس میں بے حد مقبول تھے۔ ان کو معدّل کا مقام حاصل تھا یعنی اسلامی عدالت میں گواہوں کی عدالت و ثقاہت کا فیصلے دیتے تھے۔ جس کے بعد گواہ عدالت میں شہادت دے سکتے تھے۔ آپ کے اساتذہ میں سورت بن حکم، محمد بن عباد اور عبداللہ بن عبدالوہاب زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کا حلقۂ درس بہت وسیع تھا۔ محمد بن مخلدؒ جیسے اساطین علم نے آپ کے حلقۂ درس میں شرکت کی سعادت کو اپنے لئے بہت بڑا شرف جانا۔ اور آپ سے تلمذ و روایت کی نسبت حاصل کی۔
علامہ سمعانی نے درزیوں کی اس طویل فہرست میں بیسیوں علماء، فضلاء، محدثین و مفسرین ارباب علم و فضل اور صاحبین علم کا تذکرہ کیا ہے۔ جو نسل یا پیشہ کے لحاظ سے درزی تھے مگر فضل و کمال کے لحاظ سے

انبیاء کے ورثا تھے کہ علوم نبوت کی دولت سے مالا مال تھے۔

اسی صفحہ پر علامہ سمعانیؒ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

وَجَمَاعَةٌ مِن شُيُوخِنَا — ہمارے شیوخ اور اساتذہ کی ایک جماعت
يَعمَلُونَ عَمَلَ الخِيَاطَة — سلائی (درزیوں) کا کام کرتی تھی۔

دین اسلام کی فیاضی، علوم نبوت کی عمومیت، فیاض ازل کی عطا و بخشش اور علم وحی کی وسعت کا اس سے اندازہ لگائیے کہ خیاطت (سلائی) کا کام کرنے والے درزیوں کو تحصیل و اشاعت علم اور تعلیمات نبوت میں کس قدر دسترس اور کیا کیا کمالات حاصل تھے۔ علامہ سمعانیؒ کی دی ہوئی طویل فہرست سے یہ اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے کہ گلشن علوم نبوت کی بزم علم و فضل میں بعض درزی علماء کو بھی گل سر سبد اور میر مجلس کی صدر نشینی حاصل رہی ہے آج ان ہی کی شب بیداریاں اور علمی کاوشیں کروڑہا مسلمانوں کی تمناؤں کا مرغزار، آرزوؤں کا گلزار اور خواہشوں کا سبزہ زار ہیں۔ ان ہی کا مکتب، ان ہی کی تعلیمات، ان ہی کی سیرت و اخلاق اور ان ہی کی تاریخ و تذکرہ، نئی نسل کے جذبات کا خمکدہ ان کے احساسات کا گل کدہ اور تخیلات کا عشرت کدہ ہے اور موجب حیرت و استعجاب ہے یہ امر کہ انہوں نے محنت و مزدوری، مشقت اور معاشی ضروریات کی تکمیل، اپنے پیشہ خیاطت (سلائی) متنوع مشاغل اور ہمہ جہتی زنگارنگی کے باوجود ہر حال میں گلشن علوم نبوت کو سرسبز و شاداب رکھا

بقیہ علوم اسلامیہ اور روس

"مسلمانسکی میر" (مسلم دنیا) کے نام سے نکالنا شروع کیا۔ اس رسالہ نے "میر اسلام" کے تمام علمی کاموں کو الٹ کر رکھ دیا۔ اس کے علاوہ بھی متعدد رسالے اس زمانے میں شائع ہوتے تھے جو اسلام شناسی کے لئے وقف تھے لیکن ان سب سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ سب رسالے ایک دوسرے کے ہم خیال و ہم آواز تھے۔ اس باب کے آخر میں سمرنوف نے "لوزروا" مصنفین کی کتابوں کی اہمیت کا یہ کہہ کر اعتراف کیا ہے کہ ان کتابوں پر ڈال کر سائنسی انداز سے ان مسائل پر از سر نو غور کیا جا سکتا ہے۔ اور موجودہ عہد کے تناظر میں ان پر مزید تحقیقی کام کیا جا سکتا ہے جو آج کی علمی دنیا کے لئے خاصا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

ابھی تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے اس بات کا اندازہ ہو گیا ہو گا کہ انقلاب روس سے پہلے روس میں اسلام شناسی کے نام پر جو بھی تحقیقی کام ہوا ہے۔ اس کا اصل مقصد اسلام کی مخالفت کرنا ہے اس کو سمجھنا سمجھانا نہیں ممکن ہے عہد زیر بحث میں کچھ ایسی بھی کتابیں لکھی گئی ہوں جن میں واقعی اور حقیقی اسلام کی ترجمانی کی گئی ہو۔ لیکن چونکہ سنٹرل ایشین ریویو کے تبصرہ نگار نے اس طرح کی کسی کتاب کا ذکر نہیں کیا اس لئے گمان یہی ہوتا ہے کہ سمرنوف نے بھی اپنی کتاب کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اسلام شناسی کا یہ رجحان انقلاب روس کے بعد بھی برقرار رہا اور آج بھی برقرار ہے